نعمۃ الباری اور انعام الباری کی کتاب البیوع کے منتخب ابواب کا تقابلی جائزہ

A comparative review of the selected chapters of Naimat al-Bari and Inam al-Bari, (Kitab Al buyu)

Muhammad Rashid Saeed
M Phil Scholar Department of Uloom e Islamia, BZU
Email: mrashidsaeed02@gmail.com
Hafiz Muhammad Kashif
PHD Scholar Department of Usool ul Deen University of Karachi
Email: 786kashif2015@gmail.com
Ashiq Hussain
PhD Scholar NCBA&E Sub campus Multan
Email: cdlodhran@gmail.com

Abstract

Naimat al-bari and Inam al-bari are the popular and famous rates of Sahi Bukhari which are written in Urdu and written by two different schools of thought. Naimat al-bari, is the permanent and complete rate of Sahih Bukhari, which was completed in 16 volumes by the famous scholar of barelvi school of thought, Allama Ghulam Rasool Saeedi, while Inam al-Bari, is a collection of lectures by the famous scholar of deobandi school of thought Mufti Taqi Usmani, which has been published till now 13 volumes. In this research paper, a research and comparative study of these rates is being presented.

The word bai is an Arabic word which means buying and selling. According to Islamic Shari'ah, exchange of wealth for wealth by joint permission is called bai. It has always been a component part of human life as it is a natural need of man. Islam has given very good and complete rules about business and trading relations which are present in the quran and hadith.

Trading is the sunnah of the Rasulullah (ﷺ). It has been very important in the hadiths. The Sahaba also used to trade and engage in various professions for demand of halal rizq. In the hadiths the demand for rizq halal has been ordered and forbidden from the demand of haram even though the suspect has been ordered to avoid. Hazrat luqman said: do not give up the world at all, otherwise your family will become a burden on the shoulders of the people. And Hazrat Esa said: Allah loves the man who learns a profession so that he doesn't need people.

Keywords: Inam Al Bari, Naimat Al Bari, Hanafis, Shafis

تعارف

مفتی تقی عثمانی اور علامہ غلام رسول سعیدی عصرِ حاضر کے عظیم محقق، فقیہ، مفسر، محدث، مدبر اور مفکر ہیں۔ تمام عالمِ اسلام ان حضرات کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ علمائے کرام میں ایک بلند مقام پر فائز اور تمام اکابر و جید علماء کے لیے ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ دونوں حضرات نے ہی جدید و قدیم مسائل حل کر کے امت کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں۔ ان حضرات کی کتب و تصانیف متلاشیانِ علم کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات، اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہیں جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

نعمۃ الباری اور انعام الباری اردو زبان میں لکھی جانے والی صحیح بخاری کی شروحات میں سے عصرِ حاضر کی مقبول و مشہور شروحِ بخاری ہیں، جو دو مختلف مکاتب فکر کے جید علماء نے تحریر کی ہیں۔ صحیح بخاری کی مستقل اور مکمل شرح ہے جسے بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم 'علامہ غلام رسول سعیدی نے 16 جلدوں میں مکمل کیا جب کہ انعام الباری، دیوبندی مکتبِ فکر کے مشہور عالم، مفتی محمد تقی عثمانی کے لیکچرز کا مجموعہ ہے جس کی اب تک 13 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنی اپنی شرح میں حدیث و فقہ اور دیگر کئی علوم کو جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ اس ریسرچ پیپر ہر دو شروح کی کتاب البیوع کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(کتاب البیوع)

باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ: (فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الأَرْضِ)

حدیث نمبر: 2047

حدثنا أبو اليمان، حدثنا شعيب، عن الزهري، قال: أخبرني سعيد بن المسيب، وأبو سلمة بن عبد الرحمن، أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: إنكم تقولون: إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وتقولون ما بال المهاجرين، والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، بمثل حديث أبي هريرة، وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم صفق بالأسواق، وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني، فأشهد إذا غابوا، وأحفظ إذا نسوا، وكان يشغل إخوتي من الأنصار عمل أموالهم، وكنت امرأ مسكينا من مساكين الصفة، أعي حين ينسون، وقد قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث يحدثه: «إنه لن يبسط أحد ثوبه حتى أقضي مقالتي هذه، ثم يجمع إليه ثوبه، إلا وعى ما أقول»، فبسطت نمرة علي، حتى إذا قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالته جمعتها إلى صدري، فما نسيت من مقالة رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك من شيء۔[1]

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا اور درج ذیل امور پر گفتگو کی:

- امام بخاری کا حدیثِ مذکور کو لانے کا منشاء یہ ہے کہ بازاروں میں سودے کرنا کوئی بری بات نہیں ہے کہ اکابر مہاجرین صحابہ اس کام میں مشغول تھے۔
- تجارت کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔
- تجارت کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ عین مطلوب ہے کہ آدمی رزقِ حلال کی طلب میں تجارت کرے یا زراعت کرے۔ اس کی فضیلت 'احادیث میں آئی ہے۔(2)

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کرنے کے بعد یہ لکھا کہ اس حدیث کی شرح ماقبل میں (حدیث نمبر:118 کے تحت) گزر چکی ہے۔ البتہ یہاں انہوں نے باب کی مناسبت سے درج ذیل مسائل کا ذکر کیا ہے:

- حدیث مذکور کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں اس لیے روایت کیا کہ اس میں خرید و فروخت کا ذکر ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تجارت کو مباح کر دیا ہے اور تجارت کے ذریعے فضل تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔
- افاضل صحابہ کرام 'تجارت کرتے تھے اور طلبِ معاش کیلیے صنعت و حرفت اور مختلف پیشوں میں مشغول رہتے تھے۔
- حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: دنیا کو بالکل ترک نہ کرو 'ورنہ تمہارے اہل و عیال لوگوں کے کندھوں پر بوجھ بن جائیں گے۔
- حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو اس لیے کوئی پیشہ سیکھتا ہے تاکہ لوگوں سے مستغنی رہے۔
- جوا اور بیع فاسد کے ذریعے مال حاصل کرنا حرام ہے۔
- علامہ سعیدی نے مذکورہ تمام مسائل شرح ابن بطال سے بحوالہ نقل کیے۔(3)

تقابلی جائزہ:

- حدیثِ مذکور کی شرح میں علامہ سعیدی اور علامہ تقی عثمانی 'دونوں حضرات نے ہی قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔
- دونوں شارحین نے ہی تجارت کے جواز پر دلائل قائم کیے ہیں۔
- دونوں شارحین نے حدیث مذکور کو لانے کا منشاء بیان کیا ہے 'البتہ علامہ تقی عثمانی نے اس حوالے سے

قدرے تفصیل ذکر کی ہے۔

- علامہ سعیدی نے مالِ حرام کے حصول کو حرام لکھا ہے اور مثالوں کے ساتھ جوا اور بیع فاسد کی وضاحت کی ہے جب کہ علامہ تقی عثمانی نے اس حوالے سے کوئی گفتگو نہیں۔
- علامہ سعیدی نے بحوالہ گفتگو کی ہے جب کہ علامہ تقی عثمانی نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

حدیث نمبر:2048

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله، حدثنا إبراهيم بن سعد، عن أبيه، عن جده، قال: قال عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه: لما قدمنا المدينة آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بيني وبين سعد بن الربيع، فقال سعد بن الربيع: إني أكثر الأنصار مالا، فأقسم لك نصف مالي، وانظر أي زوجتي هويت نزلت لك عنها، فإذا حلت، تزوجتها، قال: فقال له عبد الرحمن: لا حاجة لي في ذلك هل من سوق فيه تجارة؟ قال: سوق قينقاع، قال: فغدا إليه عبد الرحمن، فأتى بأقط وسمن، قال: ثم تابع الغدو، فما لبث أن جاء عبد الرحمن عليه أثر صفرة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «تزوجت؟»، قال: نعم، قال: «ومن؟»، قال: امرأة من الأنصار، قال: «كم سقت؟»، قال: زنة نواة من ذهب – أو نواة من ذهب –، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: «أولم ولو بشاة»[4]

حدیث نمبر:2049

حدثنا أحمد بن يونس، حدثنا زهير، حدثنا حميد، عن أنس رضي الله عنه، قال: قدم عبد الرحمن بن عوف المدينة فآخى النبي صلى الله عليه وسلم، بينه وبين سعد بن الربيع الأنصاري، وكان سعد ذا غنى، فقال لعبد الرحمن: أقاسمك مالي نصفين وأزوجك، قال: بارك الله لك في أهلك ومالك، دلوني على السوق، فما رجع حتى استفضل أقطا وسمنا، فأتى به أهل منزله، فمكثنا يسيرا أو ما شاء الله، فجاء وعليه وضر من صفرة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: «مهيم»، قال: يا رسول الله تزوجت امرأة من الأنصار، قال: «ما سقت إليها؟» قال: نواة من ذهب، – أو وزن نواة من ذهب – قال: «أولم ولو بشاة»[5]

انعام الباری:

علامہ تقی عثمانی نے ترجمہ لکھا، اور ترجمہ کے ضمن میں بازار قینقاع کے حوالے سے مختصراً یوں ذکر کیا ہے:

قینقاع یہودیوں کا قبیلہ تھا، تجارت وغیرہ پر یہودی ہمیشہ قابض رہے تو اس لیے وہ بازار بھی ان کی طرف منسوب رہا۔[6]

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے احادیثِ مذکورہ کا ترجمہ کرکے تخریج کی اور درج ذیل امور ذکر کیے:

- حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی باب کے عنوان کے ساتھ

مطابقت اس جملہ میں ہے: یہاں کوئی تجارت کے لیے بازار ہے؟

- حدیث کی فقہ یہ ہے کہ انسان کو خود کاروبار کرنا چاہیے، اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھے کہ کوئی شخص اس کے اوپر اپنا مال خرچ کرے۔
- صدقات و عطیات کے سہارے زندگی گزارنے کی بجائے محنت اور مشقت کر کے روزی کما کر زندگی گزارنی چاہیے۔
- اس حدیث میں تجارت کی برکت کا بیان ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف چند ہی دنوں میں نکاح اور ولیمہ کرنے کے قابل ہو گئے۔
- اسلام 'بھائی چارے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا درس دیتا ہے۔
- شادی کے موقع پر شب گزارنے کے بعد جو دعوت کی جاتی ہے' اسے ولیمہ کہتے ہیں۔
- اکثر علماء کے نزدیک ولیمہ کرنا مستحب ہے جب کہ بعض علماء کرام کے نزدیک واجب ہے۔
- ولیمہ کا وقت عملِ تزوج کے بعد ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عقد نکاح کے وقت ہوتا ہے۔
- جو شخص صاحبِ حیثیت ہو وہ ایک بکری کی مقدار کی دعوت کرے اور جس کے پاس اس قدر قدرت نہ ہو تو وہ اپنی قدرت کے مطابق کرلے۔
- اس حدیث میں بازارِ قینقاع کا ذکر ہے، قینقاع یہود کے ایک قبیلہ کا نام ہے اور چونکہ تجارت میں زیادہ تصرف یہودیوں کا تھا، اس وجہ سے اس بازار کا نام قینقاع پڑ گیا۔
- حضرتِ عبد الرحمٰن کے کپڑوں پر زرد رنگ کا نشان تھا، اس سے مراد وہ خوشبو ہے جس کا شبِ زفاف میں بدن پر لیپ کیا جاتا ہے۔ بعض روایات کے مطابق وہ زعفران کا نشان تھا، اس پر اعتراض ہو گا کہ زعفران کا استعمال تو مرد پر حرام ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت ابتداء اسلام میں نہیں تھی۔
- علامہ سعیدی نے مذکورہ مسائل عمدۃ القاری اور شرح ابن بطال سے نقل کیے ہیں۔[7]

تقابلی جائزہ:

علامہ تقی عثمانی نے مفہومی ترجمہ کیا اور اس کے علاوہ فقط بازار قینقاع پر مختصر گفتگو کی ہے۔ جب کہ علامہ سعیدی نے ترجمہ، تخریج اور حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت سمیت کئی مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ جس میں انہوں نے بازار میں تجارت کی فضیلت، صدقہ اور عطیہ کی بجائے اپنی کمائی پر ترغیب، مسلمانوں کا تعاون و ایثار، ولیمہ کی تعریف، شرعی حکم میں مذاہب، ولیمہ کا وقت، بازار قینقاع کا معنی، اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے کپڑوں پر زرد رنگ کی توجیہ سمیت کئی اہم مسائل پر بحوالہ گفتگو کی ہے۔

حدیث نمبر:2050

حدثنا عبد الله بن محمد، حدثنا سفيان، عن عمرو، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: "كانت عكاظ، ومجنة، وذو المجاز، أسواقا في الجاهلية، فلما كان الإسلام، فكأنهم تأثموا فيه، فنزلت: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ}(8)في مواسم الحج " قرأها ابن عباس(9)

انعام الباری:

- علامہ تقی عثمانی نے حدیث مذکور کا مفہومی انداز میں ترجمہ کیا ہے۔
- قراھا ابن عباس کے تحت لکھتے ہیں: یہ تفسیری اضافہ ہے کہ بعض صحابہ کرام لوگوں کی وضاحت کے لیے آیت کریمہ میں تفسیری اضافہ کرتے تھے، ان کو بعض مرتبہ قراءتوں سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ آیت نازل ہی ان الفاظ کے ساتھ ہوئی ہے بلکہ لوگوں کی وضاحت کے لیے وہ تفسیر تھی۔(10)

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے اس مقام پر حدیثِ مذکور کا فقط ترجمہ لکھا ہے مزید کوئی کلام نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس حدیث کی شرح، صحیح البخاری: 1770 میں گزر چکی ہے۔"(11)

تقابلی جائزہ:

دونوں حضرات نے ہی ترجمہ لکھا ہے البتہ علامہ تقی عثمانی نے حدیثِ مذکور کے ایک حصے پر مختصراً بحث کی ہے جب کہ علامہ سعیدی نے یہاں کچھ کلام نہیں کیا کیونکہ وہ اس پر ما قبل میں ایک دفعہ کلام کر چکے ہیں اور علامہ سعیدی کا یہ اسلوب ہے کہ ایک دفعہ جب حدیث کی شرح کر دیں تو پھر کسی اور مقام پر دوبارہ وہ حدیث آجائے تو اس کے بارے کلام نہیں کرتے۔

باب: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشبهات

حدیث نمبر:2051

حدثني محمد بن المثنى، حدثنا ابن أبي عدي، عن ابن عون، عن الشعبي، سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنه، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم، وحدثنا علي بن عبد الله، حدثنا ابن عيينة، حدثنا أبو فروة، عن الشعبي، قال: سمعت النعمان بن بشير، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم، وحدثنا عبد الله بن محمد، حدثنا ابن عيينة، عن أبي فروة، سمعت الشعبي، سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم، حدثنا محمد بن كثير، أخبرنا سفيان، عن أبي فروة، عن الشعبي، عن

النعمان بن بشير رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الحلال بين، والحرام بين، وبينهما أمور مشتبهة، فمن ترك ما شبه عليه من الإثم، كان لما استبان أترك، ومن اجترأ على ما يشك فيه من الإثم، أوشك أن يواقع ما استبان، والمعاصي حمى الله من يرتع حول الحمى يوشك أن يواقعه»(12)

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کی شرح میں درج ذیل مسائل بیان کیے ہیں:

- امام بخاری نے حدیثِ مذکور کی مختلف سندیں ذکر کی ہیں جس سے مقصود اس حدیث کی اہمیت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ جو حدیث بیان کی جارہی ہے یہ بہت قوی ہے۔
- حدیثِ مذکور "الحلال بین والحرام بین وبینھما مشتبھات" کو محدثین نے ثلثِ دین قرار دیا ہے۔
- مشتبہ امور سے پرہیز کرنا کبھی واجب ہوتا ہے بایں طور کہ کسی مجتہد کے سامنے حلت وحرمت کے تمام دلائل ہر اعتبار سے یکساں ہوں تو حرمت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرے۔ اور کبھی مشتبہ امور سے پرہیز کرنا مستحب ہوتا ہے مثلاً فتویٰ کی رو سے مشتبہ چیز پر عمل کرنا جائز ہوگا لیکن تقویٰ یہ ہے کہ آدمی اس سے بچے۔
- اس حدیثِ پاک میں حلت وحرمت کے حوالے سے اصول تو بیان کیے گئے ہیں لیکن یہ سب ہر ایک آدمی کے بس میں نہیں ہے کہ وہ فیصلہ کرے، اس کے لیے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اس شخص کی جس کو اللہ نے تفقہ فی الدین عطاء فرمایا ہو۔
- تفقہ فی الدین صرف کتاب پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگا۔ یہ حاصل ہوتا ہے کسی متفقہ فی الدین کی صحبت میں رہنے سے، اس کی صحبت میں آدمی رہتا ہے تو رفتہ رفتہ ایک ملکہ اللہ تعالیٰ عطاء فرمادیتے ہیں۔(13)

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا اور درج ذیل امور کا مختصراً ذکر کیا:

- اس حدیث میں چار تحویلات ہیں یعنی امام بخاری نے اس حدیث کو چار مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ یہ بہت مضبوط حدیث ہے۔
- اس حدیث کے متعلق امام ابو داؤد نے کہا: یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک ہے، ج: و انسان کے عمل کے لیے کافی ہے۔
- علامہ سعیدی مزید کوئی کلام نہ کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس حدیث کی شرح صحیح البخاری: 52 میں گزر چکی ہے۔(14)

تقابلی جائزہ:

حدیث مذکور کی شرح میں علامہ سعیدی نے انتہائی مختصر کلام کیا ہے جس میں انہوں نے اس حدیث کی فضیلت اور چار تحویلات ذکر کرنے کا سبب بیان کیا ہے۔ اس حدیث کی شرح ما قبل میں صحیح البخاری:52 کے تحت گزر چکی ہے اس لیے اسی پر اکتفاء کیا۔

جب کہ علامہ تقی عثمانی نے اس حدیث کا مفہوم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف امور پر بہت عمدہ تفصیلی کلام کیا ہے۔ اس تفصیلی کلام میں انہوں نے حدیثِ مذکور کی فضیلت، مختلف تحویلات ذکر کرنے کا سبب، مشتبہ اور حمی کے معانی، مشتبہ امور سے بچنے کی وجوبی اور استحبابی صورتیں، اور حلال و حرام کے اصول اور پھر امثلہ کی روشنی میں ان کی وضاحت کی ہے۔

باب تفسير المشبهات

مشبہات کی تفسیر کا باب

انعام الباری:

علامہ تقی عثمانی نے اس عنوان کے تحت درج ذیل امور کو بیان کیا ہے:

- یہاں سے امام بخاری نے تین باب قائم کر کے مشبہات کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں، پہلے باب میں مشبہات سے بچنے کا ذکر ہے۔
- مشبہات کی انواع اور اصول وغیرہ کی تفصیل کو تین ابواب کے اندر پھیلا کر مختلف احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے۔
- امام بخاری نے باب تفسیر المشبہات قائم کیا ہے، اس میں لفظِ مشبہات ہے، دوسرے باب میں لفظِ مشتبہات ہے اور تیسرے باب میں لفظِ شبہات ہے۔
- مشبہ اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: مشتبہ بنائی ہوئی چیز۔[15]

نعمۃ الباری:

عنوان کا مفہوم بیان کر کے درج ذیل امور کا تذکرہ کیا ہے:

- مشتبہ وہ ہے جو ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور دوسری وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ وہ اس کی چیز ہے یا دوسرے کی۔ حلالِ بین وہ ہے جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ اس کی چیز ہے اور حرام بین وہ چیز ہے جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ اس کی چیز نہیں ہے۔

- تقوی کی تین اقسام ذکر کی ہیں:

(1) جس شخص کی اکثر آمدنی حرام ہو اور کم حلال ہو، ایسے شخص کے مال سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(2) جس کی اکثر آمدنی حلال ہو اور کم حرام ہو، اس کے مال سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(3) اللہ کی دی ہوئی رخصتوں اور ہدیہ کے لینے سے اجتناب کرنا مکروہ ہے۔(16)

تقابلی جائزہ:

صاحبِ انعام الباری نے مشبہات کی لفظی بحث کی ہے اور اور مشبہات کے متعلق تین ابواب قائم کرنے کا مقصد بتایا ہے، ج:ب کہ صاحبِ نعمۃ الباری نے مشتبہ، حلال اور حرام کا مفہوم بیان کر کے تقویٰ کی اقسام کو بیان کیا ہے۔ دونوں حضرات نے ہی مختصر کلام کیا ہے البتہ ہر ایک شارح نے جداگانہ انداز میں بحثیں کی ہیں۔

وقال حسان بن أبي سنان: " ما رأيت شيئا أهون من الورع دع ما يريبك إلى ما لا يريبك(17)

ترجمہ: اور حسان بن ابی سنان کہا: میں نے اس سے آسان تقوی کی کوئی قسم نہیں دیکھی کہ جس چیز میں تم کو شک ہو تو اس کو چھوڑ کر تم اس چیز کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو۔

انعام الباری:

علامہ تقی عثمانی نے حسان بن ابی سنان کے مقولہ کا ترجمہ کر کے اپنے انداز میں مفہوم واضح کیا ہے کہ مشتبہ چیز کو ترک کر دینا ورع ہے، کہ اس میں آدمی کا دل مطمئن رہتا ہے اور اگر ورع سے کام نہ لیا جائے تو دل میں کھٹکا رہے گا کہ میں نے یہ صحیح کیا یا صحیح نہیں کیا۔(18)

نعمۃ الباری:

- علامہ سعیدی نے عبارتِ مذکورہ کا ترجمہ کیا ہے۔
- تعلیقِ مذکور کے موافق حسبِ ذیل حدیث ذکر کی ہے:

حوراء سعدی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت حسن بن علی سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کون سی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث یاد ہے: جس چیز میں تم کو شک ہو، اس کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو، کیونکہ صدق میں طمانیت ہے اور کذب میں شک ہے۔ اس حدیث کی درج ذیل تخریج کی ہے:

(سنن ترمذی:2526، سنن نسائی:5722، مسند احمد ج1، ص:200، سنن بیہقی: ج5، ص:335، مجمع الزوائد ج1، ص:238، مشکوٰۃ:2773)(19)

تقابلی جائزہ:

- دونوں حضرات نے ترجمہ کیا ہے البتہ علامہ سعیدی نے تعلیق کے موافق ایک حدیث کا بھی ذکر کیا ہے جس کو کئی حوالوں سے مزین کیا۔
- تعلیق کے موافق حدیث ذکر کرنے سے علامہ سعیدی کی احادیث میں گہری نظر کا، ادراک بھی ہوتا ہے۔

حدیث نمبر:2052

حدثنا محمد بن كثير، أخبرنا سفيان، أخبرنا عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي حسين، حدثنا عبد الله بن أبي مليكة، عن عقبة بن الحارث رضي الله عنه: أن امرأة سوداء جاءت فزعمت أنها أرضعتهما، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فأعرض عنه، وتبسم النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «كيف وقد قيل، وقد كانت تحته ابنة أبي إهاب التميمي»[20]

ترجمہ: امام بخاری بیان کرتے ہیں: ہمیں محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں سفیان نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کی از حضرت عقبہ بن حارث وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام خاتون آئیں اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے ان دونوں (عقبہ اور ان کی بیوی) کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے اس امر کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا اور مسکرا کر فرمایا۔ اب جب کہ ایک بات کہہ دی گئی تو تم دونوں ایک ساتھ کس طرح رہ سکتے ہو۔ ان کے نکاح میں ابو اہاب تمیمی کی صاحب زادی تھیں۔

انعام الباری:

علامہ تقی عثمانی نے حدیث کا مفہوم بیان کیا اور اس کے بعد ثبوتِ رضاعت کے متعلق درج ذیل اختلاف کا تذکرہ کیا:

- امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک عورت کی گواہی سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، انہوں نے حدیثِ مذکور کو وجوب پر محمول کیا ہے۔
- امام سرخسی سے نقل کرتے ہیں کہ ائمہ ثلاثہ (حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ) کے نزدیک رضاعت کے ثبوت کے لیے پورا نصابِ شہادت ضروری ہے۔[21]
- امام بخاری' یہاں ائمہ ثلاثہ اور جمہور کی تائید کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ بات صحیح کہی ہے کہ ایک عورت کی شہادت دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی لیکن حدیث باب میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجتناب کا حکم 'شبہ کی بنیاد پر دیا۔[22]

نعمۃ الباری:

حدیث مذکور کا ترجمہ کیا اور درج ذیل مسائل پر کلام کیا:

- باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت 'اس طرح ہے کہ حضرت عقبہ کے نکاح میں شبہ تھا کہ ان کی بیوی ان کی رضاعی بہن ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو اس سے اجتناب کا حکم دیا۔
- حدیثِ مذکور 'امام بخاری نے اختصار کے ساتھ روایت کی ہے، جب کہ سنن ترمذی اور مسند احمد میں اس کی تفصیل موجود ہے اور پھر علامہ سعیدی نے اس تفصیلی متن کو بحوالہ بیان کیا۔
- امام ترمذی سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اور امام احمد کا موقف یہ ہے کہ دودھ پلانے کے ثبوت میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے اور امام شافعی کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں ہے حتی کہ اکثر کی گواہی ہو۔(23)
- علامہ عینی سے یہ نقل کیا کہ جمہور علماء کرام کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے حضرت عقبہ کو شبہہ سے بچانے کے لیے یہ فتوی دیا ورنہ اگر ایک عورت کی گواہی سے ان کی بیوی ان پر حرام ہوتی تو حضرت عقبہ نے جب پہلی بار آپ کو خبر دی تھی تو آپ اعراض نہ فرماتے بلکہ آپ پر واجب تھا کہ آپ حضرت عقبہ کو یہ بتاتے کہ اب تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی ہے لیکن جب حضرت عقبہ نے دوبارہ خبر دی تو آپ نے ان کو احتیاط پر عمل کرنے کا حکم دیا۔(24)
- علامہ سعیدی از خود امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رضاعت دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے۔ باب مذکور کی حدیث 'امام اعظم کے موقف کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اس میں احتیاط پر عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔(25)

تقابلی جائزہ:

- دونوں شارحین نے ترجمہ لکھا ہے۔
- دونوں شارحین نے رضاعت کے ثبوت میں ائمہ کا اختلاف مدلل بحوالہ بیان کیا ہے۔
- چونکہ مذکورہ حدیث بظاہر احناف کے موقف کے خلاف تھی، اس لیے دونوں حضرات نے اس کا جواب دیا، البتہ علامہ سعیدی نے تفصیلاً کلام کیا ہے اور علامہ تقی عثمانی نے اختصار سے کام لیا ہے۔
- علامہ سعیدی نے حدیث کی باب سے مناسبت کو بیان کیا ہے، البتہ علامہ تقی عثمانی نے اس حوالے سے کوئی کلام نہیں کیا۔

- علامہ سعیدی نے یہ بھی بتایا کہ امام بخاری نے اختصار کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے، جب کہ تفصیل کے ساتھ یہ روایت دیگر کتبِ احادیث میں موجود ہے۔ اور پھر اس حدیث کو بحوالہ ذکر بھی کیا۔ معلوم ہوا کہ علامہ سعیدی فقہ کے ساتھ ساتھ احادیث میں بھی گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔

حدیث نمبر:2053

حدثنا يحيى بن قزعة، حدثنا مالك، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان عتبة بن أبي وقاص، عهد إلى أخيه سعد بن أبي وقاص أن ابن وليدة زمعة مني فاقبضه، قالت: فلما كان عام الفتح أخذه سعد بن أبي وقاص وقال: ابن أخي قد عهد إلي فيه، فقام عبد بن زمعة، فقال: أخي، وابن وليدة أبي، ولد على فراشه، فتساوقا إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال سعد: يا رسول الله، ابن أخي كان قد عهد إلي فيه، فقال عبد بن زمعة: أخي، وابن وليدة أبي، ولد على فراشه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هو لك يا عبد بن زمعة»، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الولد للفراش وللعاهر الحجر» ثم قال لسودة بنت زمعة – زوج النبي صلى الله عليه وسلم –: «احتجبي منه» لما رأى من شبهه بعتبة فما رآها حتى لقي الله[26]

انعام الباری:

- علامہ تقی عثمانی نے حدیث مذکور کا مفہوم بیان کیا ہے۔
- حاشیہ میں حدیثِ مذکور کی تخریج کی۔
- مزید مباحث نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ اس حدیث میں بڑے پیچیدہ اور متعدد مباحث ہیں، وہ سب تکملۃ فتح الملہم میں بیان کر دی ہیں۔[27]

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ اور تخریج کی اور اس کے بعد درج ذیل مسائل کا احاطہ کیا:

- اس حدیث کی عنوان کے ساتھ مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں شبہہ کا بیان ہے کیونکہ زمعہ کا بیٹا حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کا بھائی تھا، لیکن یہ شبہہ ہوا کہ وہ عتبہ کا بیٹا ہے، اسی شبہہ کی بنیاد پر آپ ﷺ نے حضرت سودہ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن زمعہ اور حضرت ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرایا۔

- حضور سید کائنات ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! یہ (متنازع شخص) تمہارا ہے۔ اس حدیث کے دو معنیٰ ہیں: (1) وہ متنازع شخص عبد بن زمعہ کا بھائی ہے۔ (2) وہ شخص عبد بن زمعہ کا غلام ہے۔
- حضور ﷺ کا فرمان ہے: "بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو"۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ نے صرف اس کو عبد بن زمعہ کے مطالبہ پر ان کا بھائی قرار نہیں دیا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔
- علماء کی ایک جماعت کا اتفاق ہے کہ جب آزاد کے ساتھ عقد ہو اور اس کے ساتھ مباشرت ممکن ہو اور حمل بھی ممکن ہو تو بچہ اس کا ہو گا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور سوائے لعان کے اس سے نسب کی نفی نہیں ہو سکتی۔
- جس شخص نے عقد نکاح کے بعد عورت کو طلاق دے دی پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک اس کا نسب اس طلاق دینے والے سے ثابت نہیں ہو گا کیونکہ اب وہ عورت اس کا بستر نہیں ہے، ج: بکہ امام اعظم اور ان کے اصحاب کے نزدیک وہ عورت اس کا بستر ہے اور اس عورت کا بچہ اس شخص کے نسب کے ساتھ لاحق ہو جائے گا۔
- حضور ﷺ کا فرمان ہے: "زانی کے لیے پتھر ہیں"۔ اس کا ایک معنیٰ تو یہ ہے کہ زانی کے لیے ناکامی ہے کہ اس بچہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، اور دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ شادی شدہ زانی کو پتھروں سے رجم کر دیا جائے۔
- زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی باندیاں زنا کرتی تھیں، اور ان کے مالک بھی ان سے ہم بستر ہوتے تھے، ج: ب بچہ پیدا ہوتا تو زانی اور مالک جو دعویٰ کرتا اسی کا وہ بچہ قرار دیا جاتا البتہ مالک کا حق مقدم رکھا جاتا تھا، یہاں بھی زمعہ کی باندی سے عتبہ نے زنا کیا تھا اس لیے اس نے اپنے نسب کے ساتھ ملانے کی وصیت کی۔
- امام اعظم، امام احمد، اوزاعی اور سفیان ثوری کے نزدیک جو شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے، وہ عورت اس کی اولاد پر حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور ابو ثور کے نزدیک وہ عورت اس کی اولاد پر حرام نہیں ہو گی۔
- احناف کے نزدیک حضرت سودہ کا متنازع شخص سے پردہ کرنا واجب تھا جبکہ مالکیہ اور شوافع کے نزدیک وہ پردے کا حکم تنزیہہ کی بناء پر تھا۔
- علامہ سعیدی نے استلحاق نسب کی شرائط پر بھی تفصیلی کلام کیا ہے۔
- علامہ سعیدی نے مذکورہ تمام امور عمدۃ القاری سے بحوالہ نقل کیے ہیں۔[28]

تقابلی جائزہ:

علامہ تقی عثمانی نے مفہوم حدیث بیان کرنے اور تخریج کرنے پر اکتفاء کیا ہے، ج: بکہ علامہ سعیدی نے ترجمہ و تخریج سمیت کئی امور سے اپنی کتاب کو زینت بخشی ہے۔یعنی حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت، حدیث میں مذکور اشخاص کا تعارف، الفاظِ حدیث کے معانیٔ محتملہ، طلاق کے بعد بچہ پیدا ہونے کی صورت میں ثبوتِ نسب میں فقہاء کا اختلاف، عتبہ بن ابی وقاص کا متنازع شخص پر نسب کے دعوی کا سبب، حدیث مذکور سے حرمت مصاہرت کے جواز یا عدمِ جواز پر استدلال اور استلحاقِ نسب کی شرائط پر تفصیلاً کلام کیا ہے۔

حدیث نمبر:2054

حدثنا أبو الوليد، حدثنا شعبة، قال: أخبرني عبد الله بن أبي السفر، عن الشعبي، عن عدي بن حاتم رضي الله عنه، قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن المعراض، فقال: «إذا أصاب بحده فكل، وإذا أصاب بعرضه فقتل، فلا تأكل فإنه وقيذ»، قلت: يا رسول الله أرسل كلبي وأسمي، فأجد معه على الصيد كلبا آخر لم أسم عليه، ولا أدري أيهما أخذ؟ قال: «لا تأكل، إنما سميت على كلبك ولم تسم على الآخر»[29]

انعام الباری:

علامہ تقی عثمانی نے فقط حدیثِ مذکور کا مفہوم بیان کیا ہے۔[30]

نعمۃ الباری:

- علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا ہے۔
- اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا بھی پایا گیا تو اس کے حلال ہونے میں شبہہ واقع ہو گیا۔
- مزید کوئی کلام نہیں کیا کیونکہ حدیث نمبر 175 کے تحت تشریح کر چکے ہیں۔[31]

تقابلی جائزہ:

دونوں حضرات نے ہی ترجمہ اور مفہوم بیان کیا ہے البتہ علامہ سعیدی نے حسبِ سابق، حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت کو بھی بیان کیا ہے۔

باب ما يتنزه من الشبهات

حدیث نمبر:2055

حدثنا قبيصة، حدثنا سفيان، عن منصور، عن طلحة، عن أنس رضي الله عنه، قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم، بتمرة مسقوطة فقال: «لولا أن تكون من صدقة لأكلتها»، وقال همام، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «أجد تمرة ساقطة على فراشي»[32]

انعام الباری:

- علامہ تقی عثمانی نے حدیثِ مذکور کا مفہوم بیان کیا اور حاشیہ میں تخریج کی۔
- اور یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ کھجور جیسی کوئی معمولی چیز گری پڑی مل جائے تو اس کا استعمال مباح ہے اور لقطہ قرار دے کر اس کی تعریف واجب نہیں ہے۔
- انہوں نے مذکورہ مسئلہ کی تائید ایک اثر سے پیش کی: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نے دیکھا کہ ایک شخص زور زور سے اعلان کر رہا ہے کہ مجھے ایک کھجور ملی ہے اگر کسی کی ہے تو لے لو، حضرت عمر نے دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے تقوی کا اعلان کر رہے ہو کہ میں اتنا متقی ہوں کہ ایک کھجور بھی بغیر تعریف کے نہیں رکھتا ہوں، تو یہ ایسی چیز ہے جس میں تعریف بھی واجب نہیں ہے، کوئی اگر کھائے تو جائز ہے۔
- آپ نے گری پڑی مباح چیز کا استعمال اس لیے نہیں کیا کہ آپ ﷺ کے لیے صدقہ منع تھا تو شبہ یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ صدقہ ہو۔[33]

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے حدیث مذکور کا ترجمہ اور تخریج کرنے کے بعد درج ذیل مسائل سے اپنی شرح کو مزین کیا:

- اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس وجہ سے ہے کہ جو پھل زمین پر گرا ہوا ہے، اس کے متعلق شبہ واقع ہو گیا کہ آیا صدقہ سے ہے یا نہیں۔
- کسی عام شخص پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ جائز چیزوں میں تتبع کرے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔
- مشتبہ چیزوں سے احتراز اسی وقت کیا جائے گا جب یہ پتا نہ ہو کہ وہ حلال ہے یا حرام۔
- علامہ سعیدی نے مشتبہ امور سے بچنے پر چند احادیث بحوالہ وارد کی ہیں۔
- آپ نے گری پڑی مباح چیز کا استعمال اس لیے نہیں کیا کہ آپ ﷺ کے لیے صدقہ منع تھا تو شبہ یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ صدقہ ہو۔
- اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اموال میں سے صرف ان کو لینا اور اٹھانا حرام ہے جن کی کوئی قابلِ ذکر قیمت ہو۔ ایک کھجور یا اس کی مثل چیز کے متعلق فقہاء کا اجماع ہے کہ ان کو زمین سے اٹھا لینا چاہیے اور ان کو کھا کر ان کا اکرام کرنا چاہیے اور ان کا اعلان نہیں کرنا چاہیے۔[34]

تقابلی جائزہ:

- دونوں شارحین نے حدیث مذکور کی تخریج کی ہے۔
- علامہ سعیدی نے حدیث مذکور کا ترجمہ کیا جب کہ علامہ تقی عثمانی نے مفہوم بیان کیا ہے۔
- دونوں شارحین نے بتایا کہ معمولی چیز کو اٹھالینا مباح ہے البتہ علامہ تقی عثمانی نے اپنی اس بات کو اثرِ عمر بن خطاب سے مؤید بھی کیا۔
- دونوں شارحین نے حضور ﷺ کے، گری پڑی کھجور کو استعمال نہ کرنے کی حکمت پر روشنی ڈالی۔
- علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت کو اجاگر کیا اور مشتبہ امور سے بچنے کے حوالے سے چند احادیث بھی لائے جبکہ علامہ تقی عثمانی نے اس حوالہ سے کوئی کلام نہیں کیا۔
- علامہ سعیدی نے شرح ابن بطال کے حوالہ کے ساتھ اپنی گفتگو کی جبکہ علامہ تقی عثمانی نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

باب من لم یر الوساوس ونحوھا من الشبھات

جس نے وساوس وغیرہ کو شبہات میں سے نہیں قرار دیا۔

حدیث نمبر:2056

حدثنا أبو نعيم، حدثنا ابن عيينة، عن الزهري، عن عباد بن تميم، عن عمه، قال: شكي إلى النبي صلى الله عليه وسلم الرجل يجد في الصلاة شيئا أيقطع الصلاة؟ قال: «لا حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا» وقال ابن أبي حفصة، عن الزهري: «لا وضوء إلا فيما وجدت الريح أو سمعت الصوت»[35]

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کا مفہوم بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔[36]

نعمۃ الباری:

صاحبِ نعمۃ الباری نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا ہے۔

حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت بایں الفاظ بیان کی ہے کہ اس حدیث کی باب کے عنوان سے اس طرح مطابقت ہے کہ وسوسہ سے وضو نہیں زائل ہوتا جب تک کہ وضو ٹوٹنے پر یقینی دلیل قائم نہ ہو، کیونکہ جو شبہہ بغیر دلیل کے واقع ہو، اس کا شریعت میں اعتبار نہیں ہوتا۔[37]

اس کے علاوہ مزید کوئی تشریح نہیں لکھی کیونکہ یہی حدیث امام بخاری ماقبل میں (حدیث نمبر 137) لائے ہیں، اسی کے تحت علامہ سعیدی تفصیلی کلام کر چکے ہیں، اور علامہ سعیدی کا اسلوب ہے کہ ایک مرتبہ جب کسی حدیث کی شرح

بیان کر دیں تو اس شرح کا ذکر دوبارہ نہیں کرتے۔ البتہ باب کی مناسبت سے اضافی مسائل کا ذکر کر دیتے ہیں۔

تقابلی جائزہ:

- علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ جب کہ علامہ تقی عثمانی نے مفہوم لکھا ہے۔
- علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت کو بیان کیا ہے جب کہ علامہ تقی عثمانی نے ایسا کوئی کلام نہیں کیا۔

حدیث نمبر:2057

حدثني أحمد بن المقدام العجلي، حدثنا محمد بن عبد الرحمن الطفاوي، حدثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها: أن قوما قالوا: يا رسول الله إن قوما يأتوننا باللحم لا ندري أذكروا اسم الله عليه أم لا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «سموا الله عليه وكلوه»(38)

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے حدیث مذکور کا مفہوم بیان کیا اور تخریج کی پھر درج ذیل مسائل کو شرح میں تحریر کیا:

- شبہہ کی دو قسمیں ہیں: (1) کوئی دلیل ہو جس سے شبہہ پیدا ہوتا ہو، اس شبہ کا اعتبار ہے اور اس سے تنزہ تقویٰ کا تقاضا ہے۔ (2) شبہہ پر کوئی دلیل نہ ہو، اس کو وسوسہ کہتے ہیں، لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس کی وجہ سے کسی جائز کام کو ترک کرنا تقویٰ کا تقاضا نہیں ہے۔
- امام بخاری کا مختلف احادیث کو لانے سے مقصود یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شبہہ سے بچنے کا حکم دیا ہے، وساوس سے بچنے کا حکم نہیں دیا۔
- نماز میں خروجِ ریح کا وسوسہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اس لیے کہ طہارت کا پہلے سے یقین تھا اور قاعدہ ہے کہ "الیقین لایزول بالشک"۔
- شبہات سے بچنا تقویٰ ہے اور یہ محمود ہے۔ وساوس کی بنیاد پر حلال چیزوں کو ترک کر دینا غلو فی الدین ہے اور یہ مذموم ہے۔
- اگر اصل اشیاء میں اباحت ہو اور حرمت کا ایسا شبہ پیدا ہو جائے جو کسی دلیل کی بنیاد پر ہو تو اس صورت میں مباح چیز کو ترک کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہوتا ہے۔ اگر اصل اشیاء میں حرمت ہو اور پھر ایسا شبہ پیدا ہو جو کسی دلیل کی بنیاد پر ہو تو اس شبہ سے بچنا واجب ہے۔ پھر علامہ تقی عثمانی نے کئی واقعات اور امثلہ کے ذریعے ان اصولوں کو واضح کیا اور امت کو اعتدال کی راہ اپنانے کی ترغیب دی۔(39)

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ، تخریج اور رجال کا تعارف درج کر کے درج ذیل مسائل اجاگر کیے:

- وسوسوں کو درج ذیل حدیث کی بناء پر شبہات میں داخل نہیں کیا گیا:

1. "نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان چیزوں سے در گزر کر لیا ہے، ج: وان کے دل میں وسوسے آتے ہیں"۔

- حدیث میں جو مذکور ہے کہ لوگوں نے کہا: ہمیں پتا نہیں کہ ذبیحہ پر انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، یہ بھی وسوسہ ہے، اگر رسول اکرم ﷺ اس کی تفتیش کا حکم دیتے تو بہت حرج ہوتا۔
- علامہ ابن بطال نے لکھا کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ گمان کرنا جائز نہیں ہے کہ اس نے عمداً شکار پر یا ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کو ترک کیا ہو گا، لہذا یہ شبہ بہت بعید ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ اس شبہہ کو زائل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علامہ سعیدی نے علامہ ابن بطال کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت عائشہ نے جن لوگوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ پتا نہیں انہوں نے بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ امام ابن ماجہ اور امام دارمی کی تصریح کے مطابق یہ وہ لوگ تھے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ابھی تک ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا، لہذا سیدہ عائشہ کا مذکورہ شبہہ بدگمانی پر نہیں تھا۔
- علامہ کرمانی نے لکھا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی، علامہ کرمانی پر تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ کرمانی درج ذیل آیت سے کس طرح غافل ہو گئے:
- "وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ"(40) اور اس پر مزید تفصیلاً گفتگو کی۔
- علامہ غلام رسول سعیدی نے حدیث مذکور کی شرح میں عمدۃ القاری، شرح ابن بطال اور شرح الکرمانی سے استفادہ کیا۔(41)

تقابلی جائزہ:

- دونوں شارحین نے حدیث مذکور کا ترجمہ کیا۔
- دونوں شارحین نے حدیثِ مذکور کی تخریج کی۔
- علامہ سعیدی نے رجال کا تعارف کرایا ہے البتہ علامہ تقی عثمانی نے اس حوالے سے کوئی کلام نہیں کیا۔
- دونوں شارحین کی تحقیق کے مطابق وسوسہ سے بچنا تقویٰ نہیں ہے۔

- علامہ تقی عثمانی نے اس حدیث کی تفصیلی شرح میں فقط ایک کتاب "الاشباہ والنظائر" کا حوالہ دیا ہے جبکہ علامہ سعیدی نے عمدۃ القاری، شرح ابن بطال، اور شرح الکرمانی کے حوالہ جات سے اپنی شرح کو زینت بخشی ہے۔
- اس کے علاوہ دونوں شارحین نے مختلف امور پر تفصیلی کلام کیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ تقی عثمانی نے درج ذیل امور پر بحث کی ہے:

شبہات کی اقسام۔

وسوسہ اور شبہ میں فرق۔

فقہ کا مشہور قاعدہ: **الیقین لا یزول بالشک** کا انطباق۔

وہم کا علاج، تقوی اور غلو میں فرق۔

شبہات ناشی عن دلیل سے بچنے کے اصول، اور ان کی امثلہ۔

جب کہ علامہ سعیدی درج ذیل امور کو بالتفصیل زیر بحث لائے ہیں:

وسوسہ کو شبہات میں داخل نہ کرنے کی توجیہ۔

حضرتِ عائشہ کے شبہہ پر علامہ ابن بطال کا رد اور علامہ سعیدی کا ان کی طرف سے دفاع۔

اور علامہ کرمانی کی غفلت کی نشاندہی جیسے دیگر کئی امور۔

الغرض دونوں شارحین نے کئی امور پر تفصیلی بحث کی ہے اور بہت عمدہ کلام کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا}[42]،[43]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب وہ مال تجارت یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔

انعام الباری:

انعام الباری میں یہ باب ہی موجود نہیں ہے۔

نعمۃ الباری:

صاحبِ نعمۃ الباری لکھتے ہیں:

اس باب میں الجمعۃ: 11 کا شانِ نزول بیان کیا گیا ہے۔

یہاں پر اس باب کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر چند کہ تجارت کرنا قابلِ ستائش کام ہے کیونکہ تجارت کی وجہ سے انسان رزق حلال کے حصول پر قادر ہوتا ہے لیکن اس وقت ان لوگوں کے لیے افضل یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ سے خطبہ سنتے رہتے۔[44]

حدیث نمبر:2058

حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّأْمِ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا، فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ»: {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا}

انعام الباری:

انعام الباری میں یہ روایت ہی موجود نہیں ہے۔

نعمۃ الباری:

علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا ہے۔ اور کہا کہ اس حدیث کی شرح، صحیح البخاری:936 میں گزر چکی ہے۔

باب من لم يبال من حيث كسب المال

جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا۔

حدیث نمبر:2059

حدثنا آدم، حدثنا ابن أبي ذئب، حدثنا سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «يأتي على الناس زمان، لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام»[45]

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کا مفہوم لکھنے کے بعد مختصر جملوں میں لکھا کہ اس میں وعید بیان فرمائی گئی ہے کہ ایسا زمانہ خراب زمانہ ہو گا اور ہمارے زمانے میں یہ حالت ہوتی جا رہی ہے کہ لوگوں کو حلال و حرام کی پرواہ نہیں رہی۔[46]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے حدیثِ مذکور کے حسبِ ذیل کلام کیا ہے:

- حدیثِ مذکور کا ترجمہ کیا۔
- حدیثِ مذکور کی تخریج کی۔
- اس حدیث کی باب سے مناسبت اس جملہ میں ہے: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی شخص یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا ہے، آیا حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہے یا حرام ذریعہ سے لیا ہے۔

- بابِ مذکور کے موافق ایک اور روایت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔
- قربِ قیامت کی خبر دینا یہ علاماتِ نبوت سے ہے۔
- حرام سے اجتناب اور رزقِ حلال کی طلب کی فضیلت میں پانچ احادیث کو بیان کیا۔
- علامہ سعیدی نے حدیثِ مذکور کی شرح میں پچیس کتب سے استفادہ کیا ہے۔(47)

تقابلی جائزہ:

- صاحبِ نعمۃ الباری نے حدیث مذکور کا ترجمہ کیا جب کہ صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کا مفہوم کیا ہے۔
- صاحبِ انعام الباری نے حدیثِ مذکور کا حالاتِ حاضرہ پر اطلاق کیا ہے جب کہ صاحبِ نعمۃ الباری نے حدیثِ مذکور کو قربِ قیامت پر محمول کیا ہے۔
- صاحبِ انعام الباری نے مزید کوئی کلام نہیں کیا جبکہ صاحبِ نعمۃ الباری نے کئی امور پر مفصل اور مدلل گفتگو کی ہے۔
- صاحبِ نعمۃ الباری نے ترجمہ کے علاوہ تخریج، حدیثِ مذکور کی باب سے مناسبت، بابِ مذکور کے موافق ایک دیگر روایت، اور حرام سے اجتناب اور رزقِ حلال کی طلب کی فضیلت میں احادیث کا تذکرہ کیا ہے۔ انعام الباری ان تمام مباحث سے خالی ہے۔

باب "التجارة في البر "

خشکی میں تجارت کرنا۔

وقوله: {رِجَالٌ لاَ تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلاَ بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ} (48) " وقال قتادة: كان القوم يتبايعون ويتجرون، ولكنهم إذا نابهم حق من حقوق الله، لم تلههم تجارة ولا بيع عن ذكر الله، حتى يؤدوه إلى الله:(49)

انعام الباری:

صاحبِ انعام الباری نے مفہوم لکھا اور درج ذیل امور کو بیان کیا ہے:

ایک نسخے میں باب کے عنوان میں "بز" ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ کپڑے کی تجارت کرنا۔ اس صورت میں اعتراض ہوتا تھا کہ احادیث کی باب کے ساتھ مناسبت نہیں ہے کیونکہ احادیث میں کپڑے کی تجارت کا ذکر نہیں ہے، تو اس اشکال کا جواب دیا کہ اس میں عام تجارت کا ذکر ہے لہذا عام تجارت کپڑے وغیرہ کو بھی شامل ہے، اس لحاظ سے مطابقت ہو گئی۔

دوسرے نسخے میں بز نہیں بلکہ "بر" ہے، مطلب یہ ہوا کہ خشکی میں تجارت کرنا اور یہ نسخہ زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے کیوں کہ امام بخاری نے آگے "باب التجارۃ فی البحر" کا باب قائم کیا ہے۔(50)

نعمۃ الباری:

صاحبِ نعمۃ الباری نے عباراتِ مذکورہ کا ترجمہ کیا اور حسبِ ذیل کلام کیا:

باب کے عنوان میں دو نسخے ہیں: ایک نسخے میں " البر " کا لفظ ہے جس کا معنی خشکی ہے اور دوسرے نسخے میں " البز " کا لفظ ہے، جس کا معنی کپڑا ہے یعنی کپڑے کی تجارت

تعلیقِ مذکور میں لوگوں سے مراد تاجر صحابہ کرام ہیں، جن کی آیت میں تعریف ہے۔[51]

تقابلی جائزہ:

- صاحبِ نعمۃ الباری نے عباراتِ مذکورہ کا ترجمہ جب کہ صاحب انعام الباری نے مفہوم بیان ہے۔
- دونوں شارحین نے باب کے عنوان کے متعلق دو نسخے ذکر کیے ہیں البتہ صاحبِ انعام الباری نے قدرے تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے اور وارد شدہ اشکال کا جواب بھی دیا ہے۔
- صاحبِ انعام الباری نے دو نسخے ذکر کے ایک کو دلیل کے ساتھ ترجیح بھی دی ہے جب کہ صاحبِ نعمۃ الباری نے کسی کو ترجیح نہیں دی۔

نتائجِ بحث:

دونوں شارحین کی شروحات کا اندازِ اسلوب لائقِ تحسین ہے اور ممتاز خصوصیات کا حامل ہے۔ دونوں شارحین کا اندازِ اسلوب بعض مقامات پر یکساں ہے اور بعض مقامات پر ہر ایک نے منفرد انداز میں تشریحات پیش کی ہیں' ذیل میں ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

- علامہ غلام رسول سعیدی نے صحیح بخاری کی 16 جلدوں میں مکمل شرح لکھی ہے جب کہ مفتی تقی عثمانی کی شرح ابھی تک نامکمل ہے۔
- علامہ سعیدی نے تمام احادیث پر اعراب لگانے کا اہتمام کیا ہے جب کہ مفتی تقی عثمانی نے کہیں اعراب نہیں لگایا' البتہ عربی احادیث لکھنے کا التزام کیا ہے۔
- علامہ سعیدی نے تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے جب کہ مفتی تقی عثمانی نے لفظی ترجمہ کی بجائے مفہوم بیان کیا ہے البتہ بعض احادیث کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ نیز علامہ سعیدی نے تمام احادیث کی سند کا ترجمہ بھی لکھا ہے جب کہ انعام الباری میں سند کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ نیز علامہ سعیدی نے سند کا تعارف بھی کروایا ہے جب کہ مفتی تقی عثمانی نے اس چیز کا اہتمام نہیں کیا۔

- دونوں شارحین نے احادیث کی تخریج کی ہے' البتہ مفتی تقی عثمانی نے احادیث کی تخریج کرنے کا التزام نہیں کیا تھا' جس کی وجہ سے بہت سی احادیث کی تخریج نہیں کی اور علامہ سعیدی نے چونکہ تخریجِ احادیث کا اہتمام کیا تھا اس لیے تمام احادیث کی تخریج کی البتہ جب کوئی حدیث مکرر ہوتی تو فقط پہلی مرتبہ تخریج کرتے ہیں۔ نیز علامہ سعیدی تخریجِ احادیث کرتے وقت کثیر کتب کا حوالہ درج کرتے ہیں لیکن مفتی تقی عثمانی تخریج میں چند کتب کا نام لکھتے ہیں۔
- علامہ سعیدی نے احادیث کی باب سے مناسبت اور مطابقت کو تقریباً تمام جگہوں پر ذکر کیا ہے جب کہ علامہ تقی عثمانی نے بہت کم مقامات پر مطابقت کو بیان کیا ہے۔
- مفتی تقی عثمانی نے جدید مسائل پر مدلل اور مفصل کلام کیا ہے اور کئی اہم جدید مسائل کو زیرِ بحث لائے ہیں جب کہ علامہ سعیدی نے جدید مسائل پر بہت ہی کم کلام کیا ہے۔
- عمومی اسلوب و منہج کے لحاظ سے نعمۃ الباری کی مباحث کثیر اور مفصل ہیں' جب کہ انعام الباری میں قدر اختصار سے کام لیا گیا ہے اور بہت کم مباحث پر گفتگو کی ہے۔
- بعض علمی مباحث' نعمۃ الباری میں تشنہ لب رہی لیکن انعام الباری میں ان مقامات پر کئی کئی صفحات پر مشتمل تفصیلی کلام کو زینتِ شرح بنایا گیا ہے اور مسائل کو حل کرنے میں اپنی حیرت انگیز خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائے ہیں۔
- مفتی تقی عثمانی اور علامہ غلام رسول سعیدی نے بعض احادیث کی تشریح میں نفسِ حدیث سے مستنبط مسائل کے علاوہ متعلقہ کئی مسائل فقہ اور اصطلاحات کو سہل انداز میں پیش کیا ہے۔
- دونوں شارحین نے احادیث سے مستنبط مسائل کا تذکرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں عموماً دونوں شارحین نے عمدۃ القاری سے مسائل نقل کیے ہیں۔
- انعام الباری میں احادیث کی شرح میں بہت ہی کم مقامات پر بحوالہ گفتگو کی گئی ہے لیکن نعمۃ الباری کی یہ امتیازی خصوصیت رہی کہ تقریباً ہر حدیث کی شرح میں کثیر معتمد کتب کی روشنی میں بحوالہ مسائل نقل کیے گئے ہیں۔
- علامہ سعیدی نے کئی مقامات پر حدیثِ بخاری نقل کر کے اس کے تحت اس سے متعلقہ موضوعات کی کثیر احادیث کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ انعام الباری میں ایسا بہت کم ہے۔
- مفتی تقی عثمانی نے کئی مقامات پر صوفیانہ اور اصلاحی انداز میں شرح لکھی ہے جب کہ نعمۃ الباری اس خصوصیت سے عموماً محروم رہی ہے۔

- دونوں شارحین نے فقہاء اربعہ کے مذاہب اور ان کے دلائل کا تذکرہ کیا ہے البتہ علامہ غلام رسول سعیدی نے کئی مقامات پر مختلف مسائل میں ائمہ کے مذاہب کو بیان کیا ہے جب کہ مفتی تقی عثمانی نے چند مقامات پر اختلافاتِ فقہاء کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔
- صحیح بخاری کی جو احادیث 'مذہبِ احناف کے موافق نہیں تھیں' دونوں شارحین نے اس کی توجیہات کو بیان کیا ہے۔
- انعام الباری میں سہل انداز میں مسائل ضروریہ کو بیان کیا ہے اور زبان بھی عام فہم ہے البتہ نعمۃ الباری میں بہت دقیق مباحث ہیں کہ عوام الناس کا اس سے استفادہ کرنا قدرے مشکل ہے۔
- صاحبِ انعام الباری نے اپنی شرح میں کئی مقامات پر قواعدِ فقہ کو بھی بیان کیا ہے جب کہ نعمۃ الباری میں قواعدِ فقہ کو بہت کم بیان کیا گیا ہے۔
- دونوں شارحین نے مختلف فیہ مسائل واقوال میں دلائل کی بنیاد پر راجح کو اختیار کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر فقہ حنفی کے مسائل کی دلیل کمزور ہوتی تو انہیں چھوڑ کر دیگر مسالک کے موقف ترجیح دیتے ہیں البتہ یہ وسعتِ نظری مفتی تقی عثمانی میں غالب ہے۔
- امام بخاری نے جہاں روایت کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا وہاں علامہ سعیدی نے یہ بھی بتایا کہ امام بخاری نے اختصار کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے، جب کہ تفصیل کے ساتھ یہ روایت دیگر کتبِ احادیث میں موجود ہے اور پھر اس حدیث کو بحوالہ ذکر بھی کیا۔
- دونوں شارحین نے چونکہ صحیح بخاری سے پہلے صحیح مسلم کی شروح بھی لکھی ہوئی ہیں 'اس لیے جو شارح' مسلم کی شرح میں ایک بحث کرتے ہیں تو بخاری کی شرح میں عموماً اس کا ذکر دوبارہ نہیں کرتے۔
- جہاں کہیں احادیث میں بظاہر تعارض ہوتا ہے 'دونوں شارحین اس کو رفع کرتے ہیں۔
- بعض مقامات پر کسی لفظ میں نسخوں کا اختلاف ہوتا تو دونوں شارحین اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں البتہ مفتی عثمانی اسلوب ایسے موقع پر یہ بھی ہوتا ہے کہ دلائل کے ساتھ کسی ایک نسخہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

سفارشات:

- یہ تحقیقی ریسرچ پیپر 'فقط انعام الباری اور نعمۃ الباری کے کتاب البیوع کے متعلق ہے، اسلئے ضرورت ہے کہ یہ تحقیقی تقابلی سلسلہ دیگر ابواب میں بھی جاری رکھا جائے۔
- مناسب ہو گا کہ علامہ غلام رسول سعیدی اور مفتی تقی عثمانی کی دیگر کتب مثلاً شروحِ مسلم کا بھی تقابل کرایا جائے۔

- علامہ غلام رسول سعیدی اور مفتی تقی عثمانی' حنفی ہونے کے باوجود بہت سے مسائل میں فقہاءِ احناف سے اختلاف کرتے ہیں' مناسب ہو گا کہ ان حضرات کے ان تفردات کو زیر بحث لایا جائے۔
- حدیث کے موضوع پر سرکاری سطح پر سیمینارز منعقد کروانے چاہییں، تاکہ آگاہی احادیث کی مہم چلائی جاسکے۔
- شروحاتِ حدیث کو لوگوں میں متعارف کروایا جائے تاکہ اس کے قیمتی اور مجتہدانہ آراء اور اہم علمی نکات سے مستفید ہوا جاسکے۔
- برصغیر میں حدیث کی شروحات اور اس کی تفہیم کی روایت انتہائی عظیم الشان رہی ہے اس ضمن میں سفارش ہے کہ جس طرح مقالہ ہذا میں برصغیر کے دو اہم شارحین حدیث کے مناہج کا علمی و تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اسی طرز پر دیگر محدثین کی بھی خدماتِ حدیث کا علمی جائزہ لیا جائے۔

حوالہ جات

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل (متوفیٰ:256ھ)، الجامع الصحیح، دارِ طوق النجاۃ، 1422ھ، ج:3، ص:52، رقم الحدیث 2047

(2) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، مکتبۃ الحراء، ایریا کورنگی، کراچی پاکستان، ج:6، ص:76-77

(3) سعیدی، غلام رسول، (متوفیٰ:2016ء) نعمۃ الباری، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2013ء، ج:4، ص:57

(4) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:52، رقم الحدیث:2048

(5) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:52، رقم الحدیث:2049

(6) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:78-79

(7) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری ج4، ص:575-576

(8) البقرۃ2:198

(9) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:52، رقم الحدیث:2050

(10) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:79-80

(11) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری ج4، ص:577

(12) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:52، رقم الحدیث:2051

(13) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:80-83

(14) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری ج4 ص578

(15) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:84

(16) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری ج4 ص578-579

(17) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:53

(18) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:84

(19) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری ج4 ص579

(20) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2052

(21) سرخسی،المبسوط،دار المعرفۃ،بیروت،ج:10 ص169

(22) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:84-86

(23) ترمذی،سنن ترمذی،،دار الفکر بیروت،1422ھ،ص352

(24) عینی،عمدۃ القاری،دار الکتب العلمیہ،بیروت،1421ھ،ج:11،ص:238

(25) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری ج4 ص579-580

(26) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2053

(27) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:88-89

(28) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری،ج:4،ص:581-584بحوالہ عمدۃ القاری،ج:11،ص:239-242،دار الکتب العلمیہ بیروت،1421ھ

(29) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2054

(30) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:90

(31) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری،ج:4،ص:585

(32) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2055

(33) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:91

(34) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری،ج:4،ص:585-587

(35) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2056

(36) تقی عثمانی(مفتی)،انعام الباری،ج:6،ص:92

(37) سعیدی،غلام رسول،نعمۃ الباری،ج:4،ص:587

(38) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،ج:3،ص:54،رقم الحدیث:2057

(39) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:93-100

(40) الانعام 6:121

(41) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، ج:4، ص:588-590

(42) الجمعۃ 62:11

(43) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:55

(44) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، ج:4، ص:590

(45) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:55

(46) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:100

(47) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، ج:4، ص:591-592

(48) النور 64:37

(49) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:3، ص:55

(50) تقی عثمانی (مفتی)، انعام الباری، ج:6، ص:101

(51) سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری، ج:4، ص:592